سلسلہ ۲۲۸۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غیر اسلامی شعائر و رسوم کی نقل و تقلید سے احتراز کی ضرورت

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

خطبہ مسنونہ کے بعد!

"اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ O

یہ آیت جس کی ابھی میں نے تلاوت کی، جس کا سیدھا ترجمہ یہ ہے کہ "اے ایمان والو" راعنا" نہ کہو "انظرنا" کہو اور (دھیان کے ساتھ) سنو! اور کافروں کے لئے دکھ دینے والا عذاب ہے۔" ہمیں معلوم ہونا چاہئے، اور جس کو معلوم ہو اس

www.abulhasanalinadwi.org

کو حافظہ میں تازہ کرلینا چاہئے کہ یہ آیت کس موقع پر نازل ہوئی اور ہم سے کیا مطالبہ کرتی ہے، اس میں ہمارے لئے کیا پیغام ہے۔

"راعِنا" عربی کا صحیح اور فصیح لفظ ہے، جس کے معنیٰ ہیں "ذرا ہمارا خیال کیجئے" ذرا سی (سننے والوں کی) رعایت کیجئے، اور "انظرنا" بھی عربی کا صحیح اور فصیح لفظ ہے، جس کا مفہوم ہے کہ ذرا سا ہمارا انتظار کیجئے، ذرا دیکھ لیجئے کہ ہم نے سنا، یا نہیں، دونوں عربی کے لفظ ہیں، دونوں فصیح ہیں، لیکن قصہ کیا ہے کہ ایک سے اللہ تعالیٰ منع فرماتا ہے، اور اس کتاب میں جو قیامت تک پڑھی جانے والی ہے، اس ممانعت کو جگہ دی جاتی ہے جو وہ دور بھی ختم ہوا، قرآن شریف بہت سے ایسے ملکوں میں پڑھا پڑھایا جاتا ہے، جہاں عربی زبان نہ بولی جاتی نہ سمجھی جاتی ہے، پھر اس کو اتنی اہمیت کیوں دی گئی، اور اس کو قیامت تک اور ہر ملک میں پڑھی جانے والی، ہر زبان میں ترجمہ کی جانے والی کتاب میں کیوں شامل کیا گیا، یہ سوچنے کی بات ہے، اس لفظ کا قصور کیا ہے کہ اس سے منع کیا جاتا ہے، اور اسی کے ہم معنی لفظ کی تعلیم دی جاتی ہے کہ بجائے اس لفظ کے یہ

www.abulhasanalinadwi.org

لفظ کہو۔

قصہ یہ ہے کہ جن جماعتوں کو یہ شکایت ہوتی ہے کہ ہمارے ساتھ ظلم اور ناانصافی کی جاتی رہی ہے، اور وہ احساس کمتری میں مبتلا ہوتی ہیں، وہ اپنے دل کا بخار باتوں میں چٹکی لینے میں، طنزیہ اور ذو معنی الفاظ بولنے میں نکال لیتی اور اپنا دل خوش کرلیتی ہیں، ہماری اردو میں بھی ایسے الفاظ ہیں جو معصوم اور دیکھنے میں باوقار ہیں، مگر مذموم معنی میں استعمال ہوتے ہیں، مثلاً آپ بڑے استاد ہیں "فلاں ذات شریف ہیں" میں چونکہ لکھنؤ میں رہتا ہوں، وہاں اس سے سابقہ پڑتا رہتا ہے، یہودیں کا طریقہ تھا کہ جب دربار نبوی ﷺ میں آتے تھے، اور گفتگو کا سلسلہ جاری ہوتا، تو کہتے تھے، " راعنا" (ذرا ہماری رعایت کیجئے) وہ اس لفظ کو ذرا دبا کر کہتے تو "راعینا" بن جاتا جس کے معنی ہوتے ہیں، ہمارا چرواہا، جو صاف ذہن و دل کے لوگ ہیں، ان کا ذہن بھی ادھر منتقل نہیں ہوتا کہ اس میں چٹکی لی گئی، یہودیوں کی نظر میں اسرائیل (حضرت یعقوب علیہ السلام) کی اولاد کے علاوہ سب دوسرے درجہ کے انسان اور جمادات و حیوانات کی سطح کے لوگ

ہیں، غیر یہودی کے لئے ان کے یہاں (GENTILE) کا لفظ ابھی تک موجود ہے، جس کے معنی ہیں، غیر یہود یا صابی" وہ سمجھتے تھے کہ اُمّیین کے ساتھ جس طرح کا معاملہ کیا جائے جائز ہے، جھوٹ بولا جائے تو جھوٹ نہیں، ان کی کوئی چیز دبالی جائے تو چوری نہیں، ان کو دکھ دیا جائے تو گناہ نہیں، "لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيِّنَ سَبِيْلٌ" (ہم سے امیین کے بارے میں کوئی مواخذہ نہیں ہوگا) صحابہ کرامؓ کا ذہن تو اس طرح نہیں کیا گیا، مگر اللہ تبارک و تعالیٰ علیم و خبیر ہے، وہ لحن القول کو بھی سمجھتا ہے، یعنی جو باتیں چبا کر اور ذرا اخفاء و اشباع کے ساتھ کہی جاتی ہیں، ان کو بھی جانتا ہے، اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کو ہدایت کی کہ عربی زبان بہت وسیع ہے، بجائے "راعنا" کے "انظرنا" کہا کرو کہ اس میں کوئی اشتباہ نہیں۔

خیال فرمائیے کہ جب ایک لفظ کے بارے میں اللہ تعالیٰ احتیاط کی تعلیم دیتا ہے، تاکہ یہودیوں سے مشابہت نہ ہو، اور ایسا لفظ نہ نکلے جو مقام نبوت کے شایان شان نہیں، تو غیر مسلموں کے رسوم و شعائر اختیار کرنے کا (جن میں ان عقائد،

www.abulhasanalinadwi.org

دیومالا، اور فلسفے کا عکس ہے) کیا جواز ہوسکتا ہے، یہی اس آیت کے مستقل طور پر جزءِ قرآن ہونے کی حکمت ہے، آپ نے اس رمضان میں جو تراویح پڑھی اس میں بھی یہ آیت پڑھی گئی ہوگی، اور اگر چھوٹ جاتی تو قرآن نامکمل رہ جاتا، اور اس کو آخر میں پڑھنے کی تاکید کی جاتی، سوال کیا جاسکتا ہے کہ اب نہ یہود رہے اور نہ وہ حضرات انصار و مہاجرین، جن کے سامنے کا یہ واقعہ ہے اور جو اس کے مخاطب تھے، تو اس آیت کے باقی رہنے کی کیا حکمت اور افادیت ہے۔

میں اس کا جواب دوں گا کہ یہ اس لئے کیا گیا تاکہ ہمیشہ کے لئے یہ حقیقت ہمارے پیش نظر رہے کہ جب ایک لفظ کا استعمال (جو دوسری قوم کا حربہ تھا) درست نہیں تو دوسری قوموں کے مخصوص عادات، اور ان کے شعائر و رسوم کو اختیار کرنا کیسے درست ہوسکتا ہے، اب یہ منطق کیسے درست کہی جاسکتی ہے کہ بھائی بعض قوموں اور فرقوں کا جلوس نکلتا ہے، جس سے ان کے قومی شان و شوکت کا اظہار ہوتا ہے، ہم بھی جلوس نکالیں، ان کے یہاں جھنڈا اٹھتا ہے ہم بھی اس کے مقابلہ میں مزارات پر پنکھے لے جائیں، آنحضرت صلی اللہ

www.abulhasanalinadwi.org

علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرؓ کی تعریف فرمائی کہ عمرؓ جس راستہ سے چلتے ہیں، شیطان اس راستہ کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرتا ہے، ہمیں سبق لینا چاہئے کہ ایسی چیزوں سے ہم احتراز کریں جو ہمیں کسی گمراہی یا غلط فہمی میں مبتلا کردے، توحید اور اتباع سنت کے راستہ سے ہمارے قدم ڈگمگا جائیں، اور ہم دوسری سرحد میں جا پڑیں، جب ایک لفظ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی غیرت کو حرکت ہوئی، اور اس نے یہ پسند نہیں کیا کہ مسلمان راعنا کا لفظ استعمال کریں جو ہزاروں برس سے بولا جارہا تھا، اور ابھی تک عربی زبان و لغت میں موجود ہے تو غیر مسلموں اور جاہلی اقوام کے شعائر و رسوم کے اختیار کرنے، اور ان کی نقالی اور ریس کرنے میں اللہ تعالیٰ کی غیرت کیوں جوش میں نہ آئے گی، ہندوستان کے غیر مسلم باشندوں نے جب مذہب کی گرفت ڈھیلی ہوگئی یا چھوٹ گئی، اپنے معاشرہ (سماج) کا اپنے مذہب سے (جس کو وہ دھرم کہتے ہیں) رابطہ قائم رکھنے کے لئے اس طرح کے جشن، رونق کی چیزیں، اور اجتماع کے مواقع ایجاد کئے، اس لئے کہ اس کے بغیر ان کے دھرم سے ان کے سماج کا ربط قائم نہیں رہ سکتا تھا، وہاں

www.abulhasanalinadwi.org

واقعہ ہے کہ اسلام کے علاوہ کسی آسمانی دین میں یہ اعلان موجود نہیں کہ اب دین مکمل ہوگیا، اس خلا کو وہ مذاہب اور ملّتیں خود محسوس کرتی تھیں، اس لئے کہ روز کوئی نہ کوئی نبوت کا دعویدار کھڑا ہوجاتا تھا، اور کہتا تھا کہ میں نبی ہوں، یہودی اور عیسائی مورخین و فضلاء اپنے مضامین میں سر پکڑ کر روتے اور فریاد کرتے نظر آتے ہیں کہ کیا مصیبت ہے کہ روز ایک مدعی نبوت کھڑا ہوجاتا ہے، اور یہودی اور عیسائی معاشرہ میں ایک انتشار اور افتراق پیدا ہوجاتا، اور ایک مسئلہ بن کر کھڑا ہوجاتا ہے، اس نے کہا کہ اتنی بڑی نعمت اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کی ہے، جس سے انتشار اور روز روز کا جھگڑا ہمیشہ کے لئے ختم ہوگیا، لیکن تعجب ہے کہ جس آیت کے ذریعہ آپ کو یہ انعام ملا، اور اس کا اعلان ہوا، آپ اس کا جشن نہیں مناتے؟

حضرت عمرؓ نے اس کا سیدھا سا جواب دیا، جو دین کا رمز شناس، اور درسگاہ نبوت کا اعلیٰ تربیت یافتہ ہی دے سکتا ہے، فرمایا کہ ہمیں معلوم ہے کہ یہ آیت کب اور کہاں نازل ہوئی، یہ عرفات میں نویں ذی الحجہ کو نازل ہوئی، حضرت عمرؓ نے اتنا

مسئلہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اظہار عبودیت یا بندگی کا نہیں تھا، اب کیسے معلوم ہو کہ یہ ہندو ہیں، اور ان کا بھی ایک دھرم ہے، اس کے لئے انہوں نے تہوار، جلوس وغیرہ نکالے، رام لیلا، دسہرا، ہولی، دیوالی، بنگال میں درگا پوجا کا تہوار، دکن میں گن پتی کا جلوس سب اسی قبیل کی چیزیں ہیں۔

اس کے مقابلہ میں اسلام کی روح، اس کا طریق فکر، اور اس کا شعار کیا ہے، اس کا اندازہ اس واقعہ سے کیجئے کہ ایک دن ایک یہودی عالم حضرت عمرؓ کے پاس آتا ہے، اور کہتا ہے "یا امیرا المومنین آیة تقرؤنها فی کتابکم لو علینا معشر الیهود نزلت لا تخذنا ذلک الیوم عیداً" امیر المومنین ایک آیت ہے، جو آپ اپنی کتاب میں (بے تکلف) پڑھتے ہیں کہیں اگر ہم یہودی جماعت کے بارے میں نازل ہوئی ہوتی تو ہم اس کا ایک جشن اور تہوار مناتے حضرت عمرؓ نے فرمایا: کون سی آیت ؟ یہودی عالم نے کہا "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِی" یہودی عالم کو معلوم تھا کہ یہودی شریعت اور مذہب کی تاریخ میں اس قسم کا کوئی اعلان نہیں کہ نبوت فلاں اسرائیلی نبی پر ختم ہوگئی، یہ

www.abulhasanalinadwi.org

ہی کہا، اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ وہ پہلے سے ایک تاریخی اور یادگار دن ہے، جس میں مسلمان جمع ہوتے اور عبادت کرتے ہیں، دوسرے یہ بھی مفہوم نکلتا ہے کہ وہ کس دن نازل ہوئی، لیکن ہم اس دن کو اس کا تہوار نہیں بنائیں گے، اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہی عیدیں مانی ہیں، اور امت کو عطا کی ہیں، ایک عیدالفطر ایک عیدالاضحیٰ، آپ نے فرمایا کہ اللہ نے ہمیں غیر مسلموں کے تہواروں کے مقابلہ میں دو تہوار دیئے ہیں، ایک عیدالفطر کا، ایک عیدالاضحیٰ کا، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں ان دونوں کے علاوہ کوئی مستند اور مشروع تہوار نہیں، یہ بھی خیال رہے کہ غیر مسلموں کے تہوار کھل کھیلنے، دھوم مچانے اور رنگ رلیاں منانے کے لئے ہیں، جن میں آدمی خدا کو بھی بھول جاتا ہے اور اپنے کو بھی، اور بعض اوقات تہذیب و اخلاق کو بھی، اس کے برخلاف اسلامی تہواروں (عیدین) کی شان یہ ہے کہ چاشت کی نماز، فرض و واجب تو کیا، سنت موکدہ بھی نہیں تھی، لیکن ان دونوں دنوں میں اسی چاشت کے وقت میں ایک نئی نماز (دوگانہ عید) کا اضافہ کیا گیا، اور اس کو سنت موکدہ

www.abulhasanalinadwi.org

قرار دیا گیا، ہر نماز میں دو تکبیریں، ایک تکبیر تحریمہ اور ایک تکبیر رکوع ہوتی ہے، دوگانہ عید میں ان دو تکبیروں کے علاوہ تین تکبیریں اور بڑھا دی گئیں، یہ اچھا تہوار ہوا، نماز بھی بڑھا دی، اور نماز میں تکبیروں کی تعداد بھی بڑھا دی، اور ایک خطبہ کا بھی اضافہ ہوا، یہ ہے اسلامی تہواروں کی خصوصیت۔

حضرات ! آپ ایک دینی درسگاہ اور ایک جامعہ کے استاد و طالب علم ہیں، آپ کا فرض ہے کہ اس بات کی چوکسی اور چوکیداری کریں کہ مسلمان راعنا تو نہیں کررہے ہیں، راعنا کہنے سے راعنا کرنا اور بھی برا ہے، مسلمانوں کی یہ ذہنیت تو نہیں ہوگئی کہ صاحب فلاں قوم فلاں فرقہ فلاں چیز کا جلوس نکالتا ہے، ہم اس کے مقابلہ میں فلاں چیز کا جلوس نکالیں، یہ طرز عمل راعنا کہنے سے بھی بدتر ہے، اس لئے کہ راعنا تو ایک لفظ تھا، جو ہوا میں اڑ کر رہ جاتا تھا، لیکن جو چیز غیر مسلموں کی نقل میں کی جائے گی وہ عملی راعنا ہے، اور اس کا اثر عقائد و اعمال، اور تمدن و معاشرت پر پڑے گا، علماء کا فرض ہے کہ جس وقت بھی کوئی ایسی بدعت، کوئی منکر اور غیر مسلموں کی تقلید کی دعوت سامنے آئے تو صاف کہہ دیں کہ اسلام کا اس سے کوئی

www.abulhasanalinadwi.org

واسطہ نہیں، یہ اسلام کی روح اور تعلیمات کے منافی ہے، آج درگاہوں اور مزاروں پر جو کچھ ہورہا ہے، وہ زیادہ تر غیر مسلموں کی نقل ہے، ان اعمال و رسوم و بدعات کی تاریخ موجود ہے، جن سے پتہ چل سکتا ہے کہ وہ کب اور کہاں سے شروع ہوئیں، اور ان کے محرکات کیا تھے، دین کی روح عبادت ہے، دین کی روح انابت الی اللہ ہے، دین کی روح توحید ہے، دین کی روح سادگی ہے، دین کی روح وہ ہے، جس سے کرنے والے کو بھی فائدہ پہنچے دوسروں کو بھی، عیدالاضحیٰ میں نماز تو نماز قربانی بھی رکھ دی کہ محلہ اور گاؤں میں بہت سے لوگ ایسے ہوں گے جو گوشت کو بھی ترستے ہیں، مہینوں گذر جاتے ہیں، ان کو گوشت کھانا نصیب نہیں ہوتا، آج پیٹ بھر کر گوشت کھالیں گے، اور حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت بھی ادا ہوجائے گی۔

خاص طور پر علماء کا فرض ہے کہ اس پر کڑی نظر رکھیں کہ اسلامی معاشرہ میں کوئی راعنا و بے پاؤں تو نہیں چلا آرہا ہے؟ جہاں آئے وہیں اس کو روک دیں، آپ ﷺ نے امت کو وصیت کرتے ہوئے صاف طور پر فرمایا "علیکم بسنتی وسنة

www.abulhasanalinadwi.org

الخلفاء الراشدین المهدیّین تمسکوابها وعضو علیها بالنواجذ۔" (1) (میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کی پیروی کرو جو ہدایت یافتہ تھے، اس کو مضبوط ہاتھوں سے تھامو اور دانتوں سے دباؤ) ہمارے مدارس کا فائدہ اور اصلی غرض و غایت یہی ہے کہ وہ دین کے چوکیدار، راتوں کو پہرہ دینے والے پیدا کریں، اگر وہ بھی "ہر کہ درکان نمک رفت نمک شد" کا مصداق بن جائیں اور ہر شرعی اور غیر شرعی کام میں عوام کا ساتھ دینے لگیں، بلکہ قیادت کرنے لگیں تو پھر بقول شاعر ؎

چو کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی

اگر عربی زبان پڑھی اور اس سے نوکری مل گئی تو پھر عربی انگریزی میں کیا فرق ہوا، علماء کو ورثۃ الانبیاء کہا گیا ہے اور انبیاء دین کے پاسبان، اور اس کے بارے میں سخت غیور اور ذکی الحس ہوتے ہیں، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہودیوں نے فرمائش کی کہ "اجْعَلْ لَنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ"۔ ہمارے لئے بھی کوئی ایسا (رونق اور جشن والا) (محسوس و مرئی) معبود تجویز کر دیجئے جیسے ان قبطیوں اور مصریوں کا ہے، تو انہوں نے جلال میں آکر کہا کہ "اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ O اِنَّ هٰٓؤُلَاءِ

www.abulhasanalinadwi.org

مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِیْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوا یَعْمَلُوْنَ O " (2) (تم بڑے ہی جاہل لوگ ہو، یہ لوگ جس (شغل) میں (پھنسے) ہوئے ہیں وہ برباد ہونے والا ہے، اور جو کام یہ کرتے ہیں سب بے ہودہ ہیں) بعینہ اسی طرح کا واقعہ اور اسی جاہلی و تقلیدی ذہنیت کا ظہور ایک سفر میں عہد رسالت میں بھی ہوا، عرب کے بعض قبائل کو ایک بڑے اور سرسبز درخت سے جس کا نام ذات انواط تھا، خاص عقیدت تھی، وہ اس میں اپنے ہتھیار لٹکاتے تھے، اور اس کے نیچے قربانیاں کرتے تھے، ایک دن وہاں قیام کرتے تھے، غزوہ حنین کے موقع پر بعض ایسے مسلمانوں کے (جن کو اسلام لائے ہوئے چند ہی دن ہوئے تھے) اس کو دیکھ کر منہ میں پانی بھر آیا، اور بے ساختہ ان کے منہ سے نکلا۔ " یا رسول ﷺ ہمارے لئے بھی ایک ایسا ہی مرکز عقیدت تجویز فرما دیجئے، جیسا ان قبائل کے پاس ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ سن کر بڑا جلال آیا اور فرمایا کہ یہ تو حضرت موسیٰؑ کی قوم کا سا قصہ ہوا، بے شک تم اپنی پیش روقوموں کی ایک ایک بات اور طریقہ کی پیروی کرو گے۔ " (3)

علماء میں ایسا دینی جلال، اور توحید و سنت کے بارے میں

www.abulhasanalinadwi.org

غیرت اور حمیت ہونی چاہیئے، اور ہمارے مدارس عربیہ و دینیہ یہی عنصر اور جنس پیدا کرنے کے لئے قائم ہوئے تھے، اور ان کو اپنی یہ خصوصیّت ہمیشہ برقرار رکھنی چاہیئے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

1 ۔ روایت عرباض بن ساریہ۔ مشکواۃ شریف

2 ۔ سورہ اعراف 138، 139 ۔

3 ۔ سیرت ابن ہشام، ج 2 ص 442 اصل روایت صحاح میں بھی ہے۔

بشکریہ
تعمیر حیات لکھنؤ
25 اپریل 1996ء

اسلام اور عیسائیت کا فرق

قائد اعظم

قائد نے اپنے مخصوص زوردار لہجے میں فرمایا
نوجوان! بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا تو بولے
"جانتے ہو اِسلام اور عیسائیت میں کیا فرق ہے"
پھر میرے جواب کا اِنتظار کئے بغیر کہنے لگے
"عیسائیت میں صرف مقصد کا نیک ہونا ضروری
ہے اس میں نیک مقصد کے لئے غلط ذرائع بھی
اِستعمال کئے جاسکتے ہیں لیکن اِسلام میں مقصد اور
طریق کار دونوں کا نیک ہونا ضروری ہے۔"

بریگیڈیئر گلزار احمد

اردو ڈائجسٹ لاہور

ستمبر ۱۹۸۵ء

صدیقی ٹرسٹ
صدیقی ہاؤس المنظر اپارٹمنٹس
۴۵۸ گارڈن ایسٹ نزد سبیل چوک کراچی ۷۴۸۰۰

www.abulhasanalinadwi.org

موجودہ مسیحیت دین نہیں سیاست ہے

اس کو سمجھنے کے لئے حسب ذیل مطالعہ فرمائیے

۱	مسیحیت پاکستان میں	ڈاکٹر نادر رضا صدیقی
۲	یہودیت و مسیحیت	ڈاکٹر احسان الحق رانا

مختصر رسائل

حلقہ نمبر		
۳۷	پاکستان اور صلیبی جنگ	محمد منصور الزماں صدیقی
۶۴	پاکستان کا مطلب کیا؟	"
۵۹	مسلمان اور اہل کلیسا کا نظام تعلیم	ڈاکٹر نادر رضا صدیقی
۶۰	پاکستان میں عیسائیت کا فروغ	"
۶۱	پاکستان میں عیسائیت کا عروج	"
۹۷	اسلام کے خلاف عیسائیوں کے منصوبے	"
۹۸	پاکستان میں عیسائیت کا احوال	"
۶۷	اسلام اور عیسائیت	شیخ غلام محمد (نو مسلم)
۱۱۷	بائبل کی تالیف اور تحریف پر تحقیقی نظر	حکیم انیس احمد صدیقی
۱۱۸	عیسائیوں کو کتاب مقدس پر عمل کرنے کی دعوت	"
۱۵۹	عہد مغلیہ میں انگریزوں کا جال	مولانا امداد صابری
۲۲۶	قتل مسیح سے یہود کی برأت	مولانا عبد الماجد دریا آبادی مرحوم
۱۷۳	چودہ صدیاں اور مسلمانوں و عیسائیوں کی تاریخ	مولانا سید صباح الدین عبد الرحمن
۳۴۹	اسلام میرا دین ہے	(کیٹ سیٹونز) محمد یوسف
۳۳۲	بنگلہ دیش میں عیسائی مشنری سرگرمیاں / عیسائی مسلمان	مولانا امین الحق محمودی / الیس مجیب اللہ
۲۲۴	اسلام اور عیسائیت (ایک جائزہ)	غلام ناصر مروت

صدیقی ٹرسٹ
صدیقی ہاؤس المنظر اپارٹمنٹس
۴۵۸ گارڈن ایسٹ نزد لسبیلہ چوک کراچی ۷۴۸۰۰

القادر پرنٹنگ پریس فون : ۷۷۲۲۷۴۸

www.abulhasanalinadwi.org